

(الف) عہدِ نبوی کے ماہ و سال (مدنی دور)

نبی کریم ﷺ بطور معاشرتی مصلح

(1) غزوہ تبوک

حاصلاتِ تعلیم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- غزوہ تبوک کے اسباب، وجوہات اور پس منظر سے آگاہ ہو سکیں۔
- غزوہ تبوک کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- اس غزوہ کی مشکلات اور منافقین کے کردار کو جان سکیں۔
- اس غزوہ میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بالخصوص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانیوں اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے آگاہ ہو سکیں۔
- غزوہ تبوک کے موقع پر مدینہ منورہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی انتظامی صلاحیتوں سے آگاہ ہو سکیں۔
- نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیوں سے آگاہ ہو کر اعلیٰ کلمۃ اللہ (غلبہ اسلام) کے لیے قربانی کا جذبہ پیدا کر سکیں۔
- منافقین کے کردار سے آگاہ ہو کر منافقت کی تمام صورتوں سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔
- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعے سے سبق حاصل کرتے ہوئے ہر حال میں سچائی پر کاربند رہنے والے بن سکیں۔

غزوہ تبوک 9 ہجری میں ہوا۔ تبوک ایک مشہور مقام ہے جو مدینہ منورہ سے دمشق کے راستے پر واقع ہے۔ اس علاقے میں موجود پانی کے ایک چشمے کا نام تبوک تھا اسی مناسبت سے اس غزوے کا نام بھی غزوہ تبوک پڑ گیا۔ معرکہ موتہ کے بعد رومی سلطنت نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ غسانی قبائل جو شام میں رومیوں کے زیر اثر تھے اور مسیحی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کو قیصر روم ہرقل نے اس لڑائی کے لیے ابھارا۔ شام کے تاجروں نے مدینہ منورہ میں یہ خبر دے دی کہ رومیوں نے شام میں مسلمانوں کے مقابلے کے لیے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے جس کو ہرقل کی حمایت حاصل ہے۔

نبی کریم ﷺ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے رومیوں سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ یہ سخت تنگی، قحط سالی اور شدید گرمی کے دن تھے۔ پھلوں کے پکنے کا موسم تھا جس کی وجہ سے گھروں سے نکلنا بہت دشوار تھا۔ ان تمام ناسازگار حالات کے باوجود جب نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کا اعلان فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑے جوش و خروش سے تیاری شروع کر دی۔ آپ ﷺ نے اس مہم میں ہر اس شخص کی شرکت لازمی قرار دے دی جو صحت مند ہو اور اس کے پاس سواری کا

جانور موجود ہو۔

نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کی تیاری کے لیے مال و اسباب اکٹھے کرنے شروع کر دیے۔ نبی کریم ﷺ کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنا مال و دولت آپ ﷺ کے قدموں میں نچھاور کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کا سارا مال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا:

ترجمہ: ”تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟“

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ”میں ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور الفت کو چھوڑ کر آیا ہوں۔“ اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کا آدھا مال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کو سہاڑ و سامان مہیا کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار ہزار درہم، سیدنا عاصم بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 90 سق (13 ٹن یعنی 500 کلوگرام) کھجوریں پیش کیں اور حضرت ابوعقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رات بھر مزدوری کر کے نصف ساع کھجوریں مکا کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ساتھ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے بھی اپنے اموال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے۔ سیدہ اُمّ سنان اسلمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: ”میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک چادر بچھی ہوئی دیکھی جس میں مسلمان خواتین اپنے ہار، چوڑیاں، انگوٹھیاں، جھمکے، دیگر زیورات اور کپڑے ڈال رہی تھیں۔“

نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت، گھریلو اور دیگر امور کی انجام دہی پر مامور فرمایا۔

نبی کریم ﷺ نے سوار یوں کی کمی کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مدینہ منورہ ہی میں ٹھہرنے کا حکم دیا تو ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلوص، جذبہ ایمانی اور جہاد کے شوق کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ غزوہ تبوک کے سفر کی تیاری زور شور سے جاری تھی۔ زادسفر اور سوار یوں کا بندوبست کیا جا رہا تھا لیکن منافقین کا ٹولہ طرح طرح کی سازشوں میں مصروف تھا۔ منافقین کے لیڈر جند بن قیس اور عبد اللہ بن ابی جہاد کے لیے نکلنے پر قطعاً راضی نہ تھے۔ وہ اپنی جماعت سمیت مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے اور رومیوں سے خوف زدہ کرنے میں مشغول تھے۔

جب نبی کریم ﷺ اسلامی لشکر لے کر تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو منافقین کا سردار عبد اللہ بن ابی ثنیۃ الوداع کے پاس ذباب نامی مقام پر اپنے ساتھیوں سمیت یہ کہہ کر واپس لوٹ گیا کہ: اتنے گرم موسم میں حالات کی تنگی کے باوجود مسلمان رومیوں سے جنگ لڑنے جا رہے ہیں۔ رومی بہت طاقتور ہیں ان کا مقابلہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے سامنے منافقوں کی حالت عیاں کر دی اور وہ بے نقاب ہو گئے۔

نبی کریم ﷺ کی قیادت میں تیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا لشکر شام کی طرف روانہ ہوا۔ سفر کے دوران مسلمانوں کو تین طرح کی مشکلات کا سامنا تھا۔ سواریاں کم تھیں، زادراہ بہت تھوڑا تھا اور پانی کی شدید قلت تھی۔ ایک اونٹ پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم باری باری سواری کرتے تھے۔ مٹی بھر کھجوریں کئی افراد میں تقسیم ہو جاتی تھیں۔ مسلمانوں نے آٹھ سو پانچ کلو میٹر کا یہ فاصلہ انتہائی استقامت، صبر و تحمل اور جواں مردی سے طے کیا۔ سامان کی کمی اور سفر کی تکلیف کی وجہ سے اسے جیش العسرة یعنی تنگی کا لشکر بھی کہا جاتا ہے۔

مسلمانوں کی جرأت مندانہ پیش قدمی کو دیکھتے ہوئے رومی فوج اسلامی لشکر کے مقابلے کی ہمت نہ کر سکی۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کو بغیر لڑائی کے فتح حاصل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تبوک کے مقام پر بیس دن قیام فرمانے کے بعد مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔ مدینہ منورہ واپسی پر عورتوں اور بچوں نے نبی کریم ﷺ کا والہانہ استقبال کیا۔

غزوہ تبوک میں سیدنا کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم بغیر کسی معقول وجہ کے غزوہ تبوک میں شرکت کرنے سے رہ گئے تھے۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر نبی کریم ﷺ کے پوچھنے پر جب منافقین جھوٹے بہانے تراش رہے تھے تو انھوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سچ سچ بتا دیا اور آپ ﷺ سے معافی طلب کی۔ آپ ﷺ نے ان کے بیانات قبول کرتے ہوئے ان کی توبہ کی قبولیت اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان سے بات چیت کرنے سے منع کر دیا۔ اس معاشرتی مقاطعے کو پچاس دن گزر گئے جو ان کی زندگی کے مشکل ترین دن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی طرف وحی نازل فرمائی اور ان کی توبہ قبول فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمھاری توبہ قبول فرمائی اور تمھیں معاف فرما دیا۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی ﷺ خاتۃ النبیین ﷺ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک اٹھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمھیں آج کا دن مبارک ہو، یہ دن ان تمام دنوں سے مبارک ہے جو تمھاری پیدائش کے بعد سے آج تک تم پر گزرے ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول یہ معافی آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ معافی اللہ کی طرف سے ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول خاتۃ النبیین ﷺ چوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی برکت سے نجات دی ہے اس لیے میں یہ عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا ہمیشہ سچ بات ہی کہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے کس قدر حسین انداز میں نوازا ہے۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) مدینہ منورہ سے دمشق کے راستے پر واقع تبوک نام ہے:

(الف) چشمے کا (ب) سرائے کا (ج) باغ کا (د) دریا کا

(ii) غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا/کیں:

- (الف) گھر کا سارا سامان (ب) نصف صاع کھجوریں
(ج) 13 ٹن یعنی 500 کلو گرام کھجوریں (د) ایک ہزار اونٹ اور اشرافیاں

(iii) غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذمہ داری سونپی گئی:

- (الف) غزوہ کی تیاری کے لیے مال جمع کرنے کی (ب) اسلامی لشکر کے سپہ سالار کی
(ج) اہل بیت کی حفاظت کی (د) لشکر کی تیاری کی

(iv) غزوہ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کے پاس:

- (الف) سواروں کی کثرت تھی (ب) جنگی ساز و سامان بہت زیادہ تھا
(ج) سپاہیوں کی کمی تھی (د) زادِ راہ کی شدید قلت تھی

(v) غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہوئی:

- (الف) سچ بولنے کی وجہ سے (ب) وعدہ پورا کرنے کی وجہ سے
(ج) سخاوت کی وجہ سے (د) کفایت شعاری کی وجہ سے

☆ مختصر جواب دیں۔

- (i) اہل مدینہ کورومیوں کی جنگی تیاری کے بارے میں کس نے آگاہ کیا؟
(ii) نبی کریم ﷺ نے کن لوگوں کے لیے جنگ میں شرکت لازمی قرار دی؟
(iii) غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنا سامان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا؟
(iv) غزوہ تبوک کے موقع پر خواتین نے کس طرح اسلامی لشکر کی تیاری میں مدد کی؟
(v) غزوہ تبوک کے موقع پر منافقین نے کیا کردار ادا کیا؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

- (i) غزوہ تبوک پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- ✿ کتب سیرت سے غزوہ تبوک کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں۔
✿ کمر اجتماعت میں منافقت کی مختلف صورتوں سے بچنے پر مذاکرہ کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- ✿ کمر اجتماعت میں غزوہ تبوک سے متعلق کوئز مقابلے کا انعقاد کروائیں۔

(الف) عہد نبوی کے ماہ و سال (مدنی دور)

نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ بطور معاشرتی مصلح

(2) حجۃ الوداع

حاصلاتِ تعلیم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حجۃ الوداع کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت اور تعلیمات سے آگاہ ہو سکیں۔
- حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیہ غم کے خطبے کو جان کر اہل بیت خصوصاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت و منقبت سے واقف ہو سکیں۔
- نبی کریم ﷺ کے حج مبارک کے واقعات سے آگاہ ہو کر حج کا شوق اور ترغیب حاصل کر سکیں۔
- خطبہ حجۃ الوداع کی تعلیمات سے آگاہ ہو کر ان کو اپنی عملی زندگی میں اپنا سکیں۔
- اہل بیت کے مقام و مرتبہ سے آگاہ ہو کر ان سے محبت، احترام و توقیر اور پیروی کرنے والے بن سکیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال سے قبل جو حج ادا فرمایا اس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ اکناف عالم میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری کی تکمیل کے بعد نبی کریم ﷺ نے حج ادا کرنے کا اعلان فرمایا۔ آپ ﷺ کے اعلان حج پر ہر طرف سے مسلمان اکٹھے ہو گئے۔ ہفتہ 26 ذوالقعدہ 10 ہجری کو آپ ﷺ ظہر کی نماز کے بعد مدینہ منورہ سے روانہ ہو گئے۔ نماز عصر سے پہلے ذوالحلیفہ پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر دو رکعت عصر کی نماز پڑھی اور رات وہیں گزاری۔ صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ”آج رات میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا اس ”مبارک وادی“ میں نماز پڑھو اور کھومرہ حج میں شامل ہے۔

اگلے دن ظہر کی نماز سے پہلے نبی کریم ﷺ نے غسل کیا، سر اور بدن میں خوش بو لگائی۔ پھر تہبند باندھا، چادر اوڑھی اور دو رکعت ظہر کی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے مصلے ہی پر حج اور عمرہ دونوں کے لیے ایک ساتھ احرام باندھا (حج اور عمرہ کے لیے اکٹھے احرام باندھنے کو حج قرآن کہتے ہیں) اور تلبیہ پڑھا۔ پھر مصلے سے اٹھ کر اونٹنی پر سوار ہوئے پھر تلبیہ پڑھا۔

ایک ہفتہ کے سفر کے بعد مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو ”ذی طوی“ میں رات گزاری اور وہیں فجر پڑھ کر غسل فرمایا۔ پھر مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف فرمایا اور صفا و مروہ کی سعی کی، پھر بالائی مکہ میں ”حجون“ کے پاس قیام فرمایا اور دوبارہ طواف نہیں کیا، البتہ احرام برقرار رکھا کیوں کہ آپ ﷺ نے حج اور عمرہ کے احرام اکٹھا باندھا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ ہدی (قربانی کا جانور) ساتھ لائے تھے۔ پھر آپ ﷺ ذوالحجہ ترویہ کے

دن منی تشریف لے گئے۔ منی میں نبی کریم ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور اگلے دن 9 ذوالحجہ فجر تک کی (پانچ) نمازیں پڑھیں اور چار رکعت والی نماز قصر کر کے دو رکعت پڑھیں۔

سورج طلوع ہونے کے بعد آپ ﷺ سے چل پڑے اور عرفات تشریف لائے وہاں ”وادی نمرہ“ میں آپ ﷺ کے لیے خیمہ لگا ہوا تھا آپ ﷺ اسی میں استراحت فرما ہوئے، سورج ڈھلا تو آپ ﷺ قضاؤں پر سوار ہو کر ”وادی عرنہ“ میں تشریف لائے۔ لوگ آپ کے گرد جمع تھے، آپ ﷺ نے ان کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ دیا، اللہ کی حمد و ثنا کی، شہادت کے کلمات کہے، اللہ سے ڈرنے کی وصیت کی اور خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حقوق اللہ کے تحفظ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائی کی خصوصی تاکید فرمائی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی کالے کو گورے پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے۔ آپ ﷺ نے ایک دوسرے کی جان، مال اور عزت کے تحفظ پر خاص زور دیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کن لو جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روند دی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے زمانہ جاہلیت کی رسومات کے خاتمے کا اعلان فرماتے ہوئے سب سے پہلے اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سود جو لوگوں کے ذمے تھا اس کی معافی کا اعلان فرمایا اور تاکید فرمائی کہ تم لوگ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان کے حقوق ادا کرو۔ آپ ﷺ نے معاشرے کے پسماندہ طبقوں اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی، آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان ایسی دو چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں کہ اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رکھو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری سنت ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اور تم سے (قیامت میں) میرے بارے میں سوال ہوگا تو پھر تم کیا کہو گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ نے اللہ کا پیغام پہنچایا اور رسالت کا حق ادا کیا اور امت کی خیر خواہی کی۔ پھر آپ ﷺ شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھاتے لوگوں کی طرف جھکاتے اور فرماتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُ، اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُ

”اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا۔“

اسلام کے اصول آپ ﷺ نے اپنے ان خطبات میں ارشاد فرمادیے اور حاضرین کو دیگر مسلمانوں تک پہنچانے کی تلقین کی۔ وقوف عرفہ کے دوران ہی میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَنْتُمْ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَاضِیْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (سورة المائدة: 3)

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام بطور دین پسند کر لیا۔

نبی کریم ﷺ یمن کی اصلاح احوال کے لیے وقتاً فوقتاً صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ نے حجة الوداع سے پہلے رمضان المبارک 10 ہجری میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سو (300) سواروں کے ساتھ یمن روانہ فرمایا، ان کے سرپرستار باندھی، علم عطا فرمایا اور ہدایات دیں کہ قتال میں پہل نہیں کرنی، نماز کا حکم دینا ہے اگر اطاعت

کر لیں تو زکوٰۃ کا حکم دینا اور بتانا کہ روزہ ہر سال فرض ہے اور حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔ آپ ﷺ نے رواجی کے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دُعا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَقِينًا اللَّهُ تَعَالَى تَمَّهَارَے دِل کو ہدایت دے گا اور تمھاری زبان کو ثابت رکھے گا۔ (سنن ابی داؤد: 3582)

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن گئے۔ وہاں کے لوگوں کو دعوت دین دی، بہت سے لوگوں نے اسلام کی دعوت قبول کی حتیٰ کہ پورا قبیلہ ”ہمدان“ دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ جب حضور ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ آکر حضور ﷺ کے ساتھ ملے اور حج ادا کیا۔

اس موقع پر کچھ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض انتظامی فیصلوں پر نبی کریم ﷺ سے شکوہ کیا۔ چنانچہ سفر حج سے واپسی پر ”غدير خم“ جہاں حجاج کرام اپنے اپنے علاقوں کی راہ لیتے ہیں، کے مقام پر نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلَيْہُ مَوَلَاہُ. اَللّٰهُمَّ وَاِلٰی مَنْ وَاِلَاہُ. وَعَادِمَنْ عَادَاہُ. (مسند احمد: 12306)

ترجمہ: میں جس کا دوست ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے، اے اللہ تو اس آدمی کو دوست رکھ جو علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دوست رکھتا ہے اور جو اس سے عداوت رکھے، تو بھی اس سے عداوت رکھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے محبوب اور مقرب ہیں۔ ان سے محبت کا تعلق رکھنا ایمان کا تقاضا ہے اور ان سے بغض یا کدورت رکھنا ایمان کے منافی ہے۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

- (i) نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع فرمایا:
- (الف) 8 ہجری (ب) 9 ہجری (ج) 10 ہجری (د) 11 ہجری
- (ii) حج اور عمرہ کے لیے اکٹھا احرام باندھنا کہلاتا ہے:
- (الف) حج مبرور (ب) حج قرآن (ج) حج تمتع (د) حج افراد
- (iii) ہدی سے مراد ہے:
- (الف) قربانی کا جانور (ب) پالتو جانور (ج) حلال جانور (د) طاقت ور جانور
- (iv) نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر کس مقام پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان بیان کی؟
- (الف) ذوالخليفة (ب) حدیبیہ (ج) غدير خم (د) منی

(v) خطبہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے گواہی لی:

- (الف) حج ادا کرنے پر (ب) قربانی کرنے پر
(ج) رسالت کا حق ادا کرنے پر (د) نماز ادا کرنے پر

☆ مختصر جواب دیں۔

- (i) حجۃ الوداع سے کیا مراد ہے؟
(ii) غدیر خم کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت بیان کریں۔
(iii) تکمیل دین کے حوالے سے آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔
(iv) خطبہ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے انسانی مساوات کے حوالے سے کیا ارشاد فرمایا؟
(v) نبی کریم نے ہدایت اور راہ نمائی کے لیے کن دو چیزوں کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

- (i) خطبہ حجۃ الوداع پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ چارٹ تیار کریں جس میں حجۃ الوداع کے سفر کے واقعے کو نقشے کی صورت میں واضح کریں۔
• کمر اجتماعت میں خطبہ حجۃ الوداع کی تعلیمات پر مذاکرہ کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- اہل بیت کے مقام و مرتبہ سے طلبہ کو آگاہ کریں۔

(الف) عہدِ نبوی کے ماہ و سال (مدنی دور)

نبی کریم ﷺ بطور معاشرتی مصلح

(3) وصالِ نبوی (ﷺ)

حاصلاتِ تعلیم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- وصالِ نبوی ﷺ کے واقعے کو جان سکیں۔
- نبی کریم ﷺ کی آخری وصیتوں خصوصاً نماز، خواتین اور یردست افراد سے حسن سلوک سے آگاہ ہو سکیں۔
- نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی فضیلت سے آگاہ ہو سکیں۔
- نبی کریم ﷺ کی آخری وصیتوں سے آگاہ ہو کر اپنی عملی زندگی میں ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔
- نبی کریم ﷺ کی محبت سے اپنے قلوب کو منور کر کے کثرت سے صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے عادی بن سکیں۔

نبی کریم ﷺ نے دس ہجری کو فریضہ حج ادا فرمایا۔ ماہِ صفر کے آخری ایام میں بقیع الغرقہ سے واپسی پر آپ ﷺ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ بیماری کے ایام میں افواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے گھروں میں آتے جاتے رہے۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آپ ﷺ کی تکلیف بہت بڑھ گئی۔ آپ ﷺ افواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی اجازت سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر مستقل طور پر منتقل ہو گئے۔ (صحیح بخاری: 4450)

نبی کریم ﷺ کی وفات سے چار دن قبل آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی، لیکن عشاء کے وقت مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ ﷺ نماز کی امامت کے لیے مسجد تشریف نہ لاسکے۔ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہو کہ نماز پڑھائیں، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امامت کے فرائض ادا کیے۔ اس کے بعد وصال سے ایک یا دو دن قبل ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے، آپ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کچھ نصیحتیں فرمائیں۔

وصال سے ایک دن قبل آپ ﷺ نے تمام غلام آزاد فرما دیے۔ آپ ﷺ کے پاس چند دینار تھے وہ صدقہ فرما دیے اور فرمایا میرا ورثہ دینار کی شکل میں تقسیم نہیں ہوگا۔ میں نے اپنی بیویوں کے خرچہ اور اپنے عاملوں کی اجرت کے بعد جو کچھ

چھوڑا ہے وہ سب صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری: 6729)

نبی محترم ﷺ نے جنگی ساز و سامان وغیرہ مسلمانوں کو ہبہ فرما دیا۔ آپ ﷺ کے بعد خلفائے بطور تبرک استعمال کرتے رہے اور یہ چیزیں ایک سے دوسرے تک منتقل ہوتی گئیں۔

وصال کے دن صبح کی نماز کے وقت آپ ﷺ نے اچانک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ سے پردہ اٹھایا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز پڑھتے دیکھا تو خوش ہو کر مسکرائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت کروا رہے تھے۔ وہ آپ ﷺ کو مصلے پر جگہ دینے کے لیے دوران نماز ہی میں پیچھے ہٹنے لگے تو آپ ﷺ نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ نماز جاری رکھو پھر پردہ گرا دیا۔ (صحیح بخاری: 4448)

فجر کی نماز کے بعد اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلوایا اور پھر کان میں دو مرتبہ کچھ فرمایا، ایک دفعہ تو آپ رونے لگیں اور دوسری دفعہ مسکرائے لگیں، بعد میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کہ آپ ﷺ نے پہلی دفعہ فرمایا تھا کہ اس بیماری میں میرا وصال ہونے لگا ہے تو میں رونے لگی پھر آپ ﷺ نے فرمایا مت روئیں، میرے اہل بیت میں تم ہی سب سے پہلے مجھے ملو گی، اس پر میں مسکرائے لگی۔ (صحیح بخاری: 4434)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تأسف بھرے لہجے میں کہنے لگیں: ”ہائے! میرے بابا کی تکلیفیں“۔ آپ ﷺ نے اس پر ان سے ارشاد فرمایا: آج کے بعد تمہارے بابا کو کوئی تکلیف نہ ہو گی۔

جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے لکڑی یا پتھر کا پانی سے بھرا ایک برتن تھا آپ بار بار اپنا دست مبارک پانی میں ڈالتے چہرے پر ملتے اور فرماتے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بلاشبہ موت کی بڑی سختیاں ہیں۔ (صحیح بخاری: 4449)

اسی دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے آپ ﷺ نے ان کے لیے اشارے سے دعا فرمائی۔ نبی کریم ﷺ اپنی بیماری کے ان ایام میں متعدد بار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مخاطب ہوئے اور انھیں مختلف وصیتیں فرمائیں۔ انصار کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ وہ میرے قلب و جگر ہیں۔ انھوں نے اپنی ذمہ داری پوری کی اور ان کے حقوق رہ گئے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات سے قبل ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور اس کی رونقیں دکھائی ہیں، لیکن اس نے اپنے لیے آخرت کو پسند کیا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ بات سنی تو سمجھ گئے کہ وہ بندے خود رسول اللہ ﷺ ہیں، یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ لوگوں نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا، کیوں کہ لوگ اس جملے کی گہرائی کو نہ سمجھ سکے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے وفات سے چند لمحے قبل سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر چوما اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز کی حفاظت اور زیر دست افراد سے حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔

جب آپ ﷺ کے آخری لمحات کا آغاز ہوا تو اس وقت سر مبارک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاتھ میں مسواک لیے حاضر ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نے مسواک کو نرم کیا آپ ﷺ نے مسواک فرمائی اور چھت کی طرف دیکھ کر انگلی کھڑی کی تو آپ ﷺ خاتۃ النبیین علیہا السلام کے آخری الفاظ تھے۔ ”اللَّهُمَّ بِالرَّفِیقِ الْأَعْلَى“ ترجمہ: ”اے اللہ مجھے بلند مرتبہ رفیق سے ملا دے“ یہ الفاظ آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرائے اور آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک جھک گیا۔ جس وقت آپ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو چاشت کا وقت تھا۔

رسول اللہ ﷺ خاتۃ النبیین علیہا السلام کی تجویز و تکفین کا مرحلہ آیا تو آپ ﷺ کی وصیت کے مطابق غسل کے لیے مدینہ منورہ کے سات کنوؤں سے پانی لایا گیا اور بیری کے پتے ڈال کر پانی گرم کیا گیا۔ حضرت علی، حضرت عباس، حضرت فضل بن عباس، حضرت قثم بن عباس، حضرت اسامہ بن زید اور آپ ﷺ کے غلام حضرت شقران رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ ﷺ کو غسل دیا۔ آپ ﷺ کا جنازہ باقاعدہ جماعت کی شکل میں ادا نہیں کیا گیا، بلکہ لوگ گروہ درگروہ حاضر ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، نبی کریم ﷺ پر درود و سلام اور دعا کرتے رہے۔ جب اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بارگاہ رسالت میں مدینہ درود و سلام پیش کر چکے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لحد والی (بلغی قبر) تیار کی۔ لحد میں اتارنے کا شرف حضرت علی، حضرت عباس، حضرت قثم بن عباس اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حاصل ہوا۔ تدفین کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر سر ہانے کی طرف سے پانی چھڑکا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کو آپ ﷺ کا دفن بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اہل مدینہ کے لیے رسول کریم ﷺ کی مدینہ منورہ آمد سے زیادہ خوش گوار دن کوئی نہ تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے رسول اللہ ﷺ کی رحلت سے زیادہ تکلیف دہ خبر کوئی نہ تھی۔ وصال نبوی (ﷺ) سے حضرت جبریل علیہ السلام کے وحی لانے کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے منقطع ہو گیا۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نبی کریم ﷺ کی بیماری کا آغاز ہوا:

- (الف) صفر المظفر کے آخری ایام میں (ب) محرم الحرام کے آخری ایام میں
(ج) ربیع الاول کے آخری ایام میں (د) رمضان المبارک کے آخری ایام میں

(ii) نبی کریم ﷺ نے آخری وصیتیں فرمائیں:

- (الف) عورتوں، غلاموں اور نماز کے بارے میں (ب) وراثت کی تقسیم کے بارے میں
(ج) سود کی حرمت کے بارے میں (د) زکوٰۃ ادا کرنے کے بارے میں

(iii) وصال سے ایک دن قبل نبی کریم ﷺ نے کون سا عمل انجام دیا؟

- (الف) تمام غلام آزاد کر دیے (ب) وراثت تقسیم کر دی (ج) عمرہ ادا کیا (د) نماز کی امامت کی

(iv) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی کس بات پر تبسم کیا؟

- (الف) جنت کی بشارت پر (ب) وصال کے بعد سب سے پہلے ملاقات کا سن کر
(ج) تسبیح فاطمہ عطا ہونے پر (د) جگر کا ٹکڑا قرار دینے پر

(v) نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا:

- (الف) سہ پہر کے وقت (ب) چاشت کے وقت
(ج) عشا کے وقت (د) مغرب کے بعد

☆ مختصر جواب دیں۔

- (i) نبی کریم ﷺ نے آخری لمحات میں کیا وصیت فرمائی؟
(ii) نبی کریم ﷺ کی لحد مبارک کس نے تیار کی؟
(iii) نبی کریم ﷺ کو کس نے قبر مبارک میں اتارا؟
(iv) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ کس طرح ادا کی؟
(v) وصال کے وقت نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک پر کون سے کلمات تھے؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

- (i) وصال نبوی (ﷺ) پر نوٹ تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- ☆ طلبہ نبی کریم ﷺ کی وصیتوں کے متعلق مذاکرہ کریں۔
☆ طلبہ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام کی ہدایات (نماز، طہارت، خواتین کے حقوق، ماتحت افراد سے حسن سلوک وغیرہ) کی فہرست بنائیں اور موجودہ دور میں ان کی اہمیت کے متعلق کمر اجتماعت میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- ☆ وصال نبوی (ﷺ) کے بارے میں طلبہ کو تفصیل سے آگاہ کریں۔

(ب) اُسوہ رسول (خاتم النبیین ﷺ) اور ہماری زندگی

نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ بطور سرچشمہ ہدایت

(1) صلہ رحمی

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اُسوہ نبوی (خاتم النبیین ﷺ) سے صلہ رحمی کی مثالیں جان سکیں۔
- رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کی سیرت میں اہل بیت اطہار و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صلہ رحمی کی ترغیب و تلقین کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- عمر اور رزق میں اضافہ و برکت کے حوالے سے صلہ رحمی کی اہمیت جان سکیں۔
- سیرتِ طیبہ سے صلہ رحمی کی مختلف صورتوں (مالی و بدنی) کے متعلق آگاہ ہو سکیں۔
- معاشرتی زندگی میں صلہ رحمی کے فوائد اور قطع رحمی کے نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
- صلہ رحمی جیسی صفت کو اپنا کر قربت داری کے حقوق ادا کر سکیں۔
- اُسوہ حسنہ کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کی صلہ رحمی کو سمجھ کر اپنی عملی زندگی میں شامل کر سکیں۔
- صلہ رحمی جیسی صفت کو روزمرہ زندگی میں اپنا کر خاندانی زندگی کے استحکام کا باعث بن سکیں۔

اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اچھے اور بہتر تعلقات قائم کرنا، آپس میں اتفاق و اتحاد سے رہنا، دکھ، درد، خوشی اور غمی میں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ چلنا، ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ رکھنا اور ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا، رشتوں کو اچھی طرح سے نبھانا اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا، رشتہ داروں پر احسان کرنا، ان پر صدقہ و خیرات کرنا، اگر مالی حوالے سے تنگ دست اور کمزور ہیں تو ان کی مدد کرنا اور ہر لحاظ سے ان کا خیال رکھنا صلہ رحمی کہلاتا ہے جب کہ قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا اور ان کی خبر گیری سے غفلت برتنا قطع رحمی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قطع رحمی کرنے والوں کو نقصان اٹھانے والے قرار دیا ہے۔ قیامت کے دن صلہ رحمی کے متعلق پوچھا جائے گا۔

نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ کے اُسوہ حسنہ سے صلہ رحمی اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی تربیت ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو غریب رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی تلقین کے ساتھ ان کے حقوق ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔ نبی اکرم ﷺ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ وہ اپنا باغ اپنے غریب رشتہ داروں کو دے

دیں، چنانچہ انھوں نے وہ باغ اپنے عزیزوں اور اپنے چچا کے لڑکوں میں تقسیم کر دیا۔ (صحیح بخاری: 2769)

نبی کریم ﷺ کے اخلاق حسنہ اور صلہ رحمی کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ جو آپ سے تعلق توڑنا چاہتا آپ ﷺ اس کے ساتھ تعلقات کو جوڑتے تھے۔ اگر کوئی شخص تعلقات قائم رکھنا چاہے تو اس سے تعلق قائم رکھنا کوئی مشکل کام نہیں، مشکل تو یہ ہے کہ جو آپ کے ساتھ تعلقات توڑتا ہے اس کو جوڑ کر رکھیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

میرے رب نے مجھے نو (9) باتوں کا حکم دیا ہے۔ مخفی اور علانیہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، غصہ میں ہوں یا خوشی میں ہمیشہ انصاف کی بات کہوں اور دونوں حالتوں میں اعتدال پر قائم رہوں، جو مجھ سے تعلق توڑے میں اس سے تعلق جوڑوں اور جو مجھے نہ دے میں اسے عطا کروں، جو مجھ پر ظلم کرے میں اسے معاف کر دوں۔ میری خاموشی فکر پر مبنی ہو، میرا بولنا یا دالہ کا بولنا ہو اور میرا دیکھنا عبرت کا دیکھنا ہو۔ (جامع الاصول: 9317)

نبی کریم ﷺ نے صلہ رحمی اختیار کرنے والے شخص کو رزق میں کشادگی اور عمر میں برکت کی ضمانت عطا فرمائی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی عمر دراز ہو، اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ (صحیح مسلم: 6524)

قطع تعلق کرنا رسول اکرم ﷺ کو سخت ناپسند تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ ﷺ نے فرمایا آج کوئی قطع تعلق کرنے والا ہمارے پاس نہ بیٹھے تو ایک نوجوان اس مجلس سے اٹھا۔ اس کا اپنی خالہ کے ساتھ کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا اس نے ان سے معذرت کی اور پھر وہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت اس قوم پر نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع تعلق کرنے والا موجود ہو۔ (شعب الایمان: 7590)

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ میرے بعض رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں، وہ مجھ سے تعلق توڑ دیتے ہیں۔ میں ان سے بھلائی کرتا ہوں وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں میں ان سے بردباری سے پیش آتا ہوں وہ میرے ساتھ جہالت سے پیش آتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کی بات سن کر فرمایا: اگر بات ایسے ہی ہے جیسے تم نے کہی تو تم ان کو جلتی ہوئی راکھ کھلا رہے ہو اور جب تک تم ایسا ہی کرتے رہو گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے مقابلہ میں تمھارا ایک مددگار رہے گا۔

(صحیح مسلم: 6525)

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا ایک چچا زاد بھائی ہے میں اس کے پاس کوئی چیز مانگنے جاتا ہوں تو مجھے کچھ بھی نہیں دیتا نہ میرے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہے پھر اسے مجھ سے کوئی کام پڑ جاتا ہے تو وہ آکر مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اسے کچھ بھی نہیں دوں گا اور نہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں گا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کے ساتھ وہ کام کروں جو اچھا ہے یعنی اس سے صلہ رحمی کروں اور قسم کا کفارہ ادا کروں۔ (سنن نسائی: 3788)

پہلی وحی کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کے جن اوصاف کو آپ کی صداقت کے طور پر پیش فرمایا ان میں سے ایک وصف تعلق جوڑنا بھی تھا۔ اعلان نبوت سے پہلے نبی کریم ﷺ اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھتے اور ان کی مدد کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ سے صلہ رحمی کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ ہمیں بھی صلہ رحمی کو فروغ دینے اور قطع رحمی سے گریز کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ صلہ رحمی سے افراد میں باہمی محبت پیدا ہوتی ہے اور خاندانی نظام استحکام پاتا ہے۔ معاشرتی امن کو فروغ ملتا ہے معاشرہ ترقی کی راہ پر چل پڑتا ہے۔ جبکہ قطع رحمی سے افراد میں باہمی نفرت پروان چڑھتی ہے جس سے معاشرہ مختلف مسائل کا شکار ہو جاتا ہے اور خاندانی استحکام تہہ وبالا ہو جاتا ہے۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) صلہ رحمی سے مراد ہے:

- (الف) رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات مضبوط کرنا (ب) کثرت سے صدقات و خیرات کرنا
(ج) فضول خرچی سے بچنا (د) تکالیف کو برداشت کرنا

(ii) عمر اور رزق میں اضافہ و برکت کے لیے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا:

- (الف) صلہ رحمی کا (ب) کفایت شعاری کا
(ج) صبر و تحمل کا (د) میانہ روی کا

(iii) رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات ختم کرنا کہلاتا ہے:

- (الف) کفایت شعاری (ب) میانہ روی
(ج) صلہ رحمی (د) قطع رحمی

(iv) حدیث مبارک کی روشنی میں اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہوتا ہے جو:

- (الف) کبھی کسی سے نہ جھگڑے (ب) ہمیشہ ادب سے بات کرے
(ج) کبھی کسی سے تعلق نہ توڑے (د) توڑنے والے سے تعلق جوڑے

(v) اسلام کی تعلیمات کے مطابق تعلق توڑنے والے شخص سے:

- (الف) سختی کرنی چاہیے (ب) بحث کرنی چاہیے
(ج) تعلق جوڑنا چاہیے (د) تعلق توڑنا چاہیے

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) صلہ رحمی کی کوئی سی دو صورتیں لکھیں۔

(ii) صلہ رحمی کے حوالے سے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ لکھیں۔

(iii) صلہ رحمی کی فضیلت کے بارے میں حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

(iv) صلہ رحمی کے دو فائدے بیان کریں۔

(v) قطع رحمی کے دو نقصانات تحریر کریں۔

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) صلہ رحمی کی اہمیت پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

• طلبہ صلہ رحمی کی مختلف صورتوں پر مذاکرہ کریں۔

• موجودہ دور میں بکھرتے ہوئے خاندانی نظام کے استحکام کے لیے خاندان کے افراد (ماں، باپ، اولاد، بہن اور بھائی وغیرہ) کی ذمہ داریوں پر گفتگو کریں۔

برائے اساتذہ کرام

• کتب سیرت سے صلہ رحمی کے مزید واقعات سے طلبہ کو آگاہ کریں۔

(ب) اُسوہ رسول (خاتم النبیین ﷺ) اور ہماری زندگی

نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ بطور سرچشمہ ہدایت

(2) خواتین کے ساتھ حسن سلوک

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اُسوہ نبوی ﷺ خاتم النبیین ﷺ میں خواتین کے احترام کی مثالیں جان سکیں۔
- رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کی رشتہ دار خواتین اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ساتھ حسن سلوک کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- سیرت طیبہ کی روشنی میں معاشرتی زندگی میں خواتین کے احترام اور حسن سلوک کی اہمیت کا جائزہ لے سکیں۔
- سیرت طیبہ کی روشنی میں خواتین کے ساتھ حسن سلوک کو اپنا کر ان کے حقوق ادا کرنے والے بن سکیں۔
- اُسوہ حسنہ کی روشنی میں خواتین کے بارے میں رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کے حسن سلوک کی پیروی کر سکیں۔
- خواتین کا احترام کرنے والے بن کر روحانی تزکیہ اور معاشرتی اصلاح کا باعث بن سکیں۔

خواتین خاندان اور معاشرے کا اہم ترین اور اساسی رکن ہیں۔ مختلف تہذیبوں اور معاشروں میں خواتین کو بہت سے حقوق سے محروم رکھا گیا اور ظلم و ستم کا شکار بنایا گیا۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو خواتین کے حقوق ادا کرنے اور ان سے حسن سلوک کا حکم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خواتین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (سورۃ النساء: 19) ترجمہ: اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرو۔

آپ ﷺ خاتم النبیین ﷺ کے فرامین مبارکہ اور سیرت طیبہ سے خواتین کی قدر و منزلت اجاگر ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ نے خواتین کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کی تاکید فرمائی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں اور میں تم میں سے اپنے گھر والوں کے ساتھ بہترین برتاؤ کرنے والا ہوں۔ (جامع ترمذی: 3895)

ایک حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ﷺ نے ایسے شخص کو جنت میں اپنے ساتھ کی بشارت عطا فرمائی جو بیٹیوں کی اچھی پرورش کرتا ہے۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں تو آپ ﷺ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملاتے ہوئے فرمایا کہ میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح قریب ہوں گے۔ (صحیح مسلم: 6695)

آپ ﷺ نے بیٹی کی پرورش کو جنت کا سبب قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: جس کی ایک بیٹی ہو اور وہ اسے زندہ دفن بھی نہ کرے، اس کی توہین بھی نہ کرے، اپنے بیٹے کو اس پر فوقیت بھی نہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اسے جنت میں داخل کرے گا۔
(سنن ابی داؤد، 5146)

نبی کریم ﷺ نے عورت کو وہ عزت دی کہ قیامت تک کے لیے اس کا مقام و مرتبہ سب پر واضح ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ انھیں خوش آمدید کہتے ہوئے کھڑے ہو جاتے، ان کا ہاتھ پکڑتے، ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور انھیں اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ (شعب الایمان: 8927)

نبی کریم ﷺ نے جنت ماں کے قدموں میں قرار دی۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ماں کی خدمت کو لازم پکڑو کیوں کہ جنت اس کے قدموں میں ہے۔ (سنن نسائی: 3106)

آپ ﷺ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ نے ان کے احترام میں اپنی چادر بچھائی اور بہت دیر تک ان کے ساتھ گفتگو فرماتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے اعمال صالحہ کی جو صلاحیت مرد کو عطا فرمائی ہے وہ عورتوں کو بھی بخشی ہے۔ البتہ مرد اور عورت کے دائرہ عمل میں تھوڑا فرق ہے۔ مرد اگر میدان میں جا کر جہاد کرتا ہے تو عورت اپنے بیٹوں کی اچھی تربیت کر کے انھیں مجاہد بنا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خواتین کا اجر ان کے مزاج کے مطابق کام میں رکھ دیا ہے۔ عہد نبوت میں خواتین مختلف شعبوں میں مختلف خدمات انجام دیتی تھیں۔

ایک مرتبہ خواتین نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ مرد آپ ﷺ سے زیادہ استفادہ کرنے کی وجہ سے ہم سے سبقت لے گئے ہیں۔ آپ ﷺ ہماری تربیت کے لیے کوئی دن مقرر فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمایا۔ اس دن آپ ﷺ خواتین سے ملاقات فرماتے اور انھیں تعلیم دیتے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہم پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خواتین کا احترام کریں۔ خواتین پر آوازیں کسے، گھور کر دیکھنے، ان کا مذاق اڑانے، خواتین کے تعلیمی اداروں کے باہر رش لگانے اور راستوں میں بیٹھنے سے اجتناب کریں۔ عوامی مقامات پر مختصر لباس پہننے سے گریز کریں اور ملازم پیشہ خواتین کا احترام کریں کیوں کہ خواتین کے احترام کے بغیر کوئی معاشرہ ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتا۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) جنت کس کے قدموں میں ہے؟

(الف) ماں (ب) بیٹی (ج) بہن (د) بیوی

(ii) کون سا شخص دو انگلیوں کی طرح نبی کریم ﷺ کے قریب ہوگا؟

- (الف) دو بیٹیوں کی اچھی تربیت کرنے والا
(ب) صدقہ و خیرات کرنے والا
(ج) مسلسل روزے رکھنے والا
(د) دوسروں کو معاف کرنے والا

(iii) نبی کریم ﷺ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے احترام کے لیے:

- (الف) کھڑے ہو جاتے تھے
(ب) پھول بچھایا کرتے تھے
(ج) اہل خانہ کو کھڑے ہونے کا حکم دیتے تھے
(د) ان کے قدموں میں قالین بچھاتے تھے

(iv) نبی کریم ﷺ نے بھلائی کی وصیت فرمائی:

- (الف) عورتوں کے ساتھ
(ب) طلبہ کے ساتھ
(ج) تاجروں کے ساتھ
(د) عمال کے ساتھ

(v) نبی کریم ﷺ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے استقبال کے لیے:

- (الف) اپنی چادر ان کے قدموں میں بچھائی
(ب) اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو بھیجا
(ج) خواتین کا ایک وفد بھیجا
(د) جانور قربان کیے

☆ مختصر جواب دیں۔

- (i) اسلام کی آمد سے پہلے عورتوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جاتا تھا؟
(ii) نبی کریم ﷺ نے خواتین کی تربیت کے لیے کیا اقدام کیا؟
(iii) حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آمد پر نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ کس طرح حسن سلوک کرتے تھے؟
(iv) دو بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟
(v) ہمیں خواتین کے ساتھ کس طرح کا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

- (i) سیرت طیبہ کی روشنی میں خواتین کے ساتھ حسن سلوک پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- خواتین کے احترام، حقوق اور ان کے ساتھ حسن سلوک پر مذاکرہ کریں۔
- اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اسلام میں خواتین کو دیے جانے والے حقوق کی فہرست بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو تزکیہ نفس کے لیے بد نظری سے بچنے کی تلقین کریں۔
- طلبہ کو خواتین کے احترام کی ترغیب دیں۔

(ب) اُسوہ رسول (خاتم النبیین ﷺ) اور ہماری زندگی

نبی کریم ﷺ بطور سرچشمہ ہدایت

(3) اندازِ تربیت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے اندازِ تربیت کی مثالیں جان سکیں۔
- رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تربیت کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- تربیت کے مختلف طریقوں کو سمجھ کر انہیں اپنا سکیں۔
- اُسوہ حسنہ کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کے اندازِ تربیت کو سمجھ کر اسے اپنی عملی زندگی میں شامل کر سکیں۔
- نبی کریم ﷺ کے اندازِ تربیت کو روزمرہ زندگی میں اپنا کر معاشرتی اصلاح و تربیت کا باعث بن سکیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی ذمہ داریوں میں سے اہم ترین ذمہ داری انسانوں کے اخلاق اور رویوں کی اصلاح ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد اس ذمہ داری کو بطریق احسن پورا فرمایا۔ آپ ﷺ نے اس قدر اچھے انداز میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تربیت فرمائی کہ وہ معاشرے کے بہترین انسان قرار پائے۔ نبی کریم ﷺ کے اندازِ تربیت میں یہ بات بنیادی نکتے کی حیثیت رکھتی ہے کہ آپ نے پہلے خود عمل کر کے دکھایا، اس کے بعد لوگوں نے اس کام کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیا۔ آپ ﷺ کے اندازِ تربیت کے نمایاں ترین اوصاف حکمت اور بصیرت ہیں۔ آپ ﷺ جب کسی کی تربیت فرما رہے ہوتے تو مخاطب کی ذہنی استعداد کو ملحوظ خاطر رکھتے۔ بے محل بات نہ فرماتے، موقع محل کا خصوصی لحاظ فرماتے۔ آپ ﷺ کسی انسان کی غلطی پر کبھی اس کو سرعام نام لے کر یا بات ٹوک کر تربیت نہ فرماتے بلکہ نام لیے بغیر لوگوں کو اشارتاً نصیحت فرما دیتے تھے۔

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ ﷺ کو مسلسل روزے رکھتے ہوئے دیکھا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی مسلسل روزے رکھنے شروع کر دیے جس کی وجہ سے ان کو کمزوری لاحق ہو گئی چہرے کے رنگ پیلے پڑ گئے تو آپ ﷺ نے ایک جگہ پر جہاں کافی لوگ جمع تھے ان کو خطاب کر کے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کسی کو دیکھ کر وہ طرزِ عمل اختیار کر لیتے ہیں حالانکہ ایک بندہ دوسرے سے مختلف بھی ہو سکتا ہے۔ (سنن ابی داؤد: 4788)

یعنی آپ ﷺ نے ان کو نام لے کر مخاطب کرنے کے بجائے اشارے سے بات کی تاکہ ان کی دل آزاری نہ

ہو۔ آپ ﷺ جب بھی نصیحت فرماتے تو اس بات کا خیال رکھتے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو نصیحت کے وقت آنکھوں میں محبت و شفقت کی چمک ہوتی اور چہرے پر سختی کے بجائے نرمی کا انداز جھلکتا تھا۔

اگر کبھی اس بات کی ضرورت ہوتی کہ غلطی پر فوراً براہ راست متنبہ کر دیا جائے تو انتہائی نرمی اور نہایت دل سوزی اور محبت کے انداز میں سمجھاتے تاکہ مخاطب حق بات قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے، چنانچہ ایک حدیث مبارک میں ذکر ہے کہ: ایک دیہاتی مسجد نبوی (ﷺ) کے ایک گوشے میں پیشاب کرنے لگا حتیٰ کہ جب وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا تو آپ ﷺ نے پانی کا ڈول طلب فرمایا جو پیشاب پر بہا دیا گیا۔ اس اعرابی صحابی نے دین کی سمجھ آ جانے کے بعد (اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ مجھے نہ ڈانٹا، نہ برا بھلا کہا، بس یہ فرمایا: یہ مسجد ایسی جگہ ہے کہ اس میں پیشاب نہیں کیا جاتا، یہ تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کے لیے تعمیر کی گئی ہے۔ (سنن ابن ماجہ: 529)

آپ ﷺ کا انداز لوگوں کے ساتھ کس قدر محبت آمیز اور مشفقانہ تھا اس کا اندازہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان سے لگایا جاسکتا ہے، وہ کہتے ہیں: میں دس برس تک حضور ﷺ کی خدمت میں رہا، جو کام میں نے جس طرح بھی کر دیا، آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: کہ، یہ کیوں کیا؟ اگر کوئی کام نہ کر سکا تو یہ نہیں فرمایا: یہ کیوں نہیں کیا؟ (صحیح مسلم: 2309)

اصلاح و تربیت کے سلسلہ میں آپ کا ایک خاص اسلوب یہ بھی رہا ہے کہ آپ زیادہ لمبے اور طویل وعظ و نصیحت سے گریز فرماتے تھے، نبی اکرم ﷺ کا یہ حیرت انگیز اعجاز تھا کہ آپ بڑی بڑی باتوں کو مختصر سے جملوں میں بیان کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جوامع الکلم کی خصوصی صفت عطا کی تھی۔

حضور ﷺ مخاطب کے جذبات اور احساسات کے علاوہ مزاج اور نفسیات کا بھی لحاظ فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! قیامت کب آئے گی؟ دیکھنے میں یہ ایک معمولی سا سوال تھا جس کا کوئی بھی جواب دے کر بات ختم کر دی جاتی، مثلاً قیامت کی کچھ نشانیاں بتا دی جاتیں، یا آپ ﷺ فرماتے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے وغیرہ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا، آپ ﷺ نے جب دیکھا کہ ایک شخص پر قیامت کی فکر طاری ہے اور اس کے وقوع کے بارے میں سوال کر رہا ہے تو آپ ﷺ جواب دینے کے بجائے خود ہی سوال کرتے ہیں: تُو نے اس دن کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ (صحیح بخاری: 6167) اس سوال کے ذریعے سے آپ ﷺ نے ایک حقیقت ذہن نشین کرائی کہ اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ قیامت کب آئے گی بلکہ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ قیامت کے لیے تم نے کیا تیاری کی ہے؟ اگر قیامت دیر سے بھی آئے مگر ہماری طرف سے کوئی تیاری نہ ہو تو بے کار ہے۔ آپ ﷺ کی اس خوش اسلوبی نے سائل کو احتساب نفس اور اپنے اعمال کا جائزہ لینے پر آمادہ کر دیا۔

نبی کریم ﷺ ہر بات مناسب موقع پر کرتے تھے۔ اچھے کام پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعریف کرتے اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ ایک بار ایک شخص نبی کریم ﷺ سے ملاقات کے لیے آیا، آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کی ہتھیلیوں پر نشانات پڑے ہوئے ہیں، آپ ﷺ نے وجہ دریافت کی تو اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ، اللہ ﷺ میں ایک مزدور آدمی ہوں، کسبِ حلال کے لیے مجھے پتھر توڑنے پڑتے ہیں، اس سخت محنت کی وجہ سے یہ نشانات پڑ گئے ہیں، جب آپ

حَائِطَةُ الْيَمِينِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے یہ بات سنی تو شفقت فرماتے ہوئے اس کے ہاتھ چوم لیے۔ ایسے اقدامات سے مخاطب کے دل میں محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جس سے وہ نہ صرف بات قبول کرنے پر آمادہ ہوتا ہے بلکہ وہ ہر حال میں اس پر گامزن رہتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ ہر کام اور ہر معاملہ میں تدریج کا اہتمام فرماتے تھے، زیرِ تربیت افراد کی خوبیوں اور خامیوں کا اچھی طرح سے تجزیہ کر کے ایک خامی کو دور کرتے، ایک خوبی کو پروان چڑھاتے، مخاطب کی صلاحیت اور طاقت کے مطابق اسے احکام اسلامی کا پابند بناتے، اسی لیے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن روانہ کرتے وقت آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اے معاذ! تم اہل کتاب کے پاس جا رہے ہو، تم پہلے انھیں توحید اور رسالت کی دعوت دینا، جب وہ یہ بات مان لیں کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں تو پھر انھیں یہ بتانا کہ اللہ نے دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جب وہ اس بات کو بھی تسلیم کر لیں تو پھر انھیں یہ بتانا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور ان کے فقرا میں تقسیم کر دی جائے گی۔ (صحیح بخاری: 1395)

آج بھی ہم اگر سیرتِ طیبہ کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنالیں تو اس سے ان شاء اللہ ایک صالح اور خوش گوار معاشرہ وجود میں آئے گا اور اس کے زیرِ سایہ پوری انسانیت کو امن و سکون کی دولت نصیب ہوگی۔ رسول اللہ کے اندازِ تربیت میں والدین، اساتذہ کرام اور علماء کرام کے لیے راہِ نما اصول موجود ہیں۔ جن کو مشعلِ راہ بنا کر وہ نئی نسل کی بہترین تربیت کر سکتے ہیں اور ان کو معاشرے کا ایک کامیاب فرد بنا سکتے ہیں۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نبی کریم ﷺ کی دس سال تک خدمت کی:

- (الف) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ب) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
(ج) حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (د) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(ii) نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا:

- (الف) مصر (ب) یمن (ج) شام (د) طائف

(iii) نبی کریم ﷺ نے قیامت کے بارے میں سوال پوچھنے پر فرمایا:

- (الف) تمہارا نام کیا ہے؟ (ب) تم نے کیا تیاری کی ہے؟
(ج) تم کس شہر سے ہو؟ (د) تم کیوں پوچھ رہے ہو؟

(iv) نبی کریم ﷺ نے شفقت سے ہاتھ چومے:

- (الف) پتھر توڑنے والے کے (ب) صلہ رحمی کرنے والے کے
(ج) معاف کرنے والے کے (د) سخاوت کرنے والے کے

(v) نبی کریم ﷺ تربیت کے حوالے سے ہر کام اور معاملہ میں اہتمام فرماتے تھے:

(الف) تدریج کا (ب) وعظ و نصیحت کا (ج) تحریر و تقریر کا (د) ذاتی دل چسپی کا

☆ مختصر جواب دیں۔

- (i) انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد کیا تھا؟
- (ii) نبی کریم ﷺ کے اندازِ تربیت کے دو نمایاں اوصاف کیا تھے؟
- (iii) کسی کی غلطی پر نبی کریم ﷺ کا اندازِ تربیت کیا ہوتا؟
- (iv) مسلسل روزے رکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نبی کریم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟
- (v) نبی کریم ﷺ کے اندازِ تربیت میں کن کن لیے راہ نما اصول ہیں؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) نبی کریم ﷺ کے اندازِ تربیت پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ نبی کریم ﷺ کے اندازِ تربیت کی خوبیوں پر مذاکرہ کریں۔
- مثالی تربیت کے اہم عناصر مثلاً خیر خواہی، شفقت و محبت اور احترام باہمی سے متعلق مذاکرہ کروایا جائے۔

برائے اساتذہ کرام

- اساتذہ کرام اسوہ رسول ﷺ کے مطابق اندازِ تربیت اختیار کریں۔